Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم بدھ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت ۳۰ پیسے

DAILY AL FAZL RABWAH

جلد ۶۷/۳۲ | ۲۶ شعبان ۱۳۹۸ھ | ۲ ظہور ۱۳۵۷ھ ش | ۲ اگست ۱۹۷۸ء | نمبر ۱۷۶

بحرِ عرفان کے موتی، جوامع الکلم، جواہر الکلام

نماز سب بُری اور ناپسندیدہ باتوں سے اجتناب کا ذریعہ ہے

مومن کے لئے اللہ تعالیٰ نے نماز میں ایک لذت اور سرور رکھا ہوا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (العنکبوت ۴۶)

ترجمہ:- اور نماز کو (اس کی سب شرائط کے ساتھ) ادا کر۔ یقیناً نماز سب بُری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے اور اللہ (تعالیٰ) کی یاد یقیناً (اور سب کاموں سے) بڑی ہے۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ کَمَثَلِ نَھْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰی بَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ مِنْہُ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ۔ (مسلم)

ترجمہ:- پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس پانی سے بھری ہوئی نہر چل رہی ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ بار نہائے یعنی جیسے اُس شخص کے بدن پر میل نہیں رہ سکتی اسی طرح پانچ نمازیں پڑھنے والے کی رُوح پر میل نہیں رہ سکتی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سُست اِس لئے ہوتے ہیں کہ اُن کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سُستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ اُن کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مُبتلا ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سُننا بھی نہیں چاہتے۔ گویا انکے دل دُکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابلِ رحم ہیں۔۔۔ پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہیئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۶۲)

اخبارِ احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تاحال تبلیغی اور تربیتی اغراض کے لئے بیرونِ ملک تشریف رکھتے ہیں۔ اِن دنوں حضور سویڈن میں قیام فرما ہیں۔

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احبابِ جماعت التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو، قدم قدم پر اپنی تائید و نصرت سے نوازے اور رُوح القدس سے مدد کرے اور حضور کے اِس اہم تبلیغی سفر کے غلبۂ اسلام کے حق میں نہایت عظیم الشان نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

ربوہ ۲ اگست۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ گزشتہ رات ہائی بلڈ پریشر اور شدید سر درد کی تکلیف رہی۔ طبیعت تاحال ناساز ہے۔

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی عمر میں بہت برکت ڈالے۔ آمین

امتحان انصار اللہ سہ ماہی سوم ۱۹۷۸ء

سالِ رواں کی سہ ماہی سوم کا امتحان انشاء اللہ ۱۶ تبوک / ستمبر ۱۹۷۸ء کو ہوگا نصاب درج ذیل ہے:-

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۱۹ ربع اوّل
۲۔ دافع البلاء
۳۔ برکاتِ خلافت

کتاب دافع البلاء براہِ راست الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ سے طلب فرمائیں۔ زعماء اعلیٰ / زعماء سے گذارش ہے کہ تمام اراکین کو نصاب سے مطلع کر کے اس کی تیاری شروع کروا دیں۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ۳۴ واں سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ۳۴ واں سالانہ اجتماع انشاء اللہ العزیز ۲۰، ۲۱، ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو منعقد ہوگا۔ جملہ قائدینِ اضلاع اور قائدین مقامی سے گذارش ہے کہ ابھی سے اجتماع کی تیاری شروع کر دیں اور کوشش فرماویں کہ زیادہ سے زیادہ خدام اس اجتماع میں شامل ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

پبلشر: مسعود احمد ؛ پرنٹر: سید عبدالحی ؛ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
۲۵ شعبان ۱۳۹۸ھ
۲۵ ظہور ۱۳۵۷ ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معرفت اور یقین کو کمال تک پہنچانے کے خدائی سامان

قبل ازیں ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُر معارف تحریرات کی رو سے یہ امر واضح کر چکے ہیں کہ کارخانۂ عالم اور اس کے محکم و بلیغ نظام کے گہرے مطالعہ اور اس پر غور و فکر کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل تو ہوتی ہے لیکن وہ معرفت اس لحاظ سے ادھوری اور ناتمام ہوتی ہے کہ اس میں غلط عقلی استدلال کے باعث ٹھوکر کھانے اور گم کردہ راہ ہو جانے کا امکان باقی رہتا ہے۔ اس سے بدرجہا بڑھ کر حقیقی معرفت کا ذریعہ اللہ تعالیٰ تک رسائی اور اس کا بندوں سے ہمکلام ہونا ہے۔ جب خالق حقیقی کسی انسان سے ہمکلام ہو کر اپنی ہستی کو خود اس پر آشکار کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی معرفت ہر شک اور دغدغہ سے مبرّا ہوتی ہے اور انسان کے دل کو نورِ یقین سے پُر کر دکھاتی ہے۔

اسی ضمن میں ہم نے یہ بھی واضح کیا تھا کہ اسلام کو جملہ مذاہب پر یہ لازوال فضیلت حاصل ہے کہ اس کی تعلیم پر کماحقہٗ عمل پیرا ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور اتباع اختیار کرنے کے نتیجہ میں حقیقی معرفت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو حسبِ استعداد شرفِ مکالمہ و مخاطبہ سے سرفراز فرما کر اپنے موجود ہونے اور غیر محدود قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہونے کا خود ثبوت دیتا ہے جس سے ان کا دل نورِ یقین سے پُر ہو جاتا ہے اور اس کے ایک شیریں ثمر کے طور پر حقیقی معرفت انہیں عطا کی جاتی ہے۔

یہ شرف سب سے بڑھ کر مامورین الٰہی اور اولیاء اللہ کو درجہ بدرجہ عطا کیا جاتا ہے اور پھر ان کی وساطت سے ان کے متبعین بھی علیٰ قدرِ مراتب اس سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور اس طرح دوسرے بھٹکے ہوؤں کو خدا تعالیٰ کی طرف لانے کا وسیلہ بنتے ہیں۔ اس عظیم مقصد میں انہیں کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و یقین کو بڑھانے اور معرفت کو درجۂ کمال تک پہنچانے کے غیر معمولی سامان کرتا ہے۔ ایمان و یقین اور معرفت میں اس ترقی کی بدولت وہ غلبۂ حق کے مقصد میں بتدریج ایک کامیابی کے بعد دوسری کامیابی سے ہمکنار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ حق اپنی پوری شان کے ساتھ غالب آجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ایسے مخلص و وفا شعار بندوں کو ایمان و یقین اور معرفت میں ترقی دینے کے جو سامان کرتا ہے ان میں سے ایک یہ ہوتا ہے کہ وہ ان پر بعض اسرار کھول کر اپنی قولی تجلی سے انہیں یہ یقین دلاتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ ہے اور یہ کہ وہ انہیں بچانے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازنے کے لئے سرِ راہ پر کھڑا ہے اور پھر اپنی فعلی تجلی کے ذریعہ یعنی انہیں اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے نواز کر اور انہیں انتہائی مہیب خطرات سے بچا کر دنیا پر آشکار کر دکھاتا ہے کہ یہ میرے خاص بندے ہیں جن کی مدد کرنا اور جنہیں بچانا میں نے خود اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ قولی اور فعلی تجلیات اس کے مخلص و وفا شعار بندوں کے لئے ایمان و یقین اور معرفت میں ترقی کا ذریعہ ثابت ہوتے بغیر نہیں رہتیں۔ اسی لئے وہ کسی ابتلاء کے وارد ہونے پر گھبراتے یا دل برداشتہ نہیں ہوتے بلکہ یہی کہتے ہیں هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یعنی یہ تو وہی کچھ ہے جس کا اللہ اور رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور واقعی اللہ اور اس کے رسولؐ نے بالکل سچ فرمایا تھا اور پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا یعنی وہ ابتلاء انہیں ایمان اور یقین میں اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ سو وہ ابتلاء انہیں اللہ تعالیٰ کی قولی اور فعلی تجلیات کی شکل میں اس کی تائید و نصرت اور معجزانہ حفاظت کا مورد بنا کر ان کے لئے ایمان و یقین اور معرفت میں ترقی کا موجب ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ ابتلاؤں کا یہ سلسلہ خدائی حکمت کے ماتحت چلتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کے نتیجہ میں ان کی معرفت درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے اور وہ سرخرو ہو کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی ایسی قولی اور فعلی تجلیات کو معرفت میں کمال حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ ایک طرف لذیذ اور پُر شوکت قول سے اور دوسری طرف معجزانہ فعل سے اور اپنے قوی اور زبردست نشانوں سے ان پر ثابت کر دیتا ہے کہ میں ہی خدا ہوں۔ وہ اوّل پیشگوئی کے طور پر اُن سے اپنی حمایت اور نصرت اور خاص طور کی دستگیری کے وعدے کرتا ہے اور پھر دوسری طرف اپنے وعدوں کی عظمت بڑھانے کے لئے ایک دنیا کو اُن کے مخالف کر دیتا ہے اور وہ لوگ اپنی تمام طاقت اور تمام مکر و فریب اور ہر ایک قسم کے منصوبوں سے کوشش کرتے ہیں کہ خدا کے اُن وعدوں کو ٹال دیں جو اس کے اُن مقبول بندوں کی حمایت اور نصرت اور غلبہ کے بارہ میں ہیں اور خدا اُن تمام کوششوں کو برباد کرتا ہے۔ وہ شرارت کی تخم ریزی کرتے ہیں اور خدا اس کی جڑ باہر پھینکتا ہے۔ وہ آگ لگاتے ہیں اور خدا اس کو بجھا دیتا ہے۔ وہ ناخنوں تک زور لگاتے ہیں آخر خدا اُن کے منصوبوں کو اُنہی پر اُلٹا کر مارتا ہے۔ خدا کے مقبول اور راستباز نہایت سیدھے اور سادہ طبع اور خدا تعالیٰ کے سامنے اُن بچوں کی طرح ہوتے ہیں جو ماں کی گود میں ہوں اور دنیا اُن سے دشمنی کرتی ہے کیونکہ وہ دنیا میں سے نہیں ہوتے۔ اور طرح طرح کے مکر اور فریب ان کی ہلاکت کے لئے کئے جاتے ہیں۔ قومیں اُن کے ایذا دینے کے لئے متفق ہو جاتی ہیں اور تمام نااہل لوگ ایک ہی کمان سے ان کی طرف تیر چلاتے ہیں اور طرح طرح کے افترا اور تہمتیں لگائی جاتی ہیں تاکہ کسی طرح وہ ہلاک ہو جائیں اور ان کا نشان نہ رہے۔ مگر آخر خدا تعالیٰ اپنی باتوں کو پوری کر کے دکھلا دیتا ہے۔ اسی طرح ان کی زندگی میں یہ معاملہ اُن سے جاری رہتا ہے کہ ایک طرف وہ مکالمات صحیحہ واضحہ یقینیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں اور امورِ غیبیہ جن کا علم انسانوں کی طاقت سے باہر ہے ان پر خدائے کریم و قدیر اپنے صریح کلام کے ذریعہ سے منکشف کرتا رہتا ہے اور دوسری طرف معجزانہ افعال سے جو اُن اقوال کو سچ کر کے دکھلاتے ہیں اُن کے یقین کو نورِ علیٰ نور کیا جاتا ہے اور جس قدر انسان کی طبیعت تقاضا کرتی ہے کہ خدا کی یقینی شناخت کے لئے اس قدر معرفت چاہیئے وہ معرفت قولی اور فعلی تجلی سے پوری کی جاتی ہے یہاں تک کہ ایک ذرہ کے برابر بھی تاریکی درمیان میں نہیں رہتی۔ یہ خدا ہے جس کے ان قولی فعلی تجلیات کے بعد جو ہزاروں انعامات اپنے اندر رکھتی ہیں اور نہایت قوی اثر دل پر کرتی ہیں انسان کو سچا اور زندہ ایمان نصیب ہوتا ہے اور ایک سچا اور پاک تعلق خدا سے ہو کر نفسانی غلاظتیں دور ہو جاتی ہیں اور تمام کمزوریاں دور ہو کر آسمانی روشنی کی تیز شعاعوں سے اندرونی تاریکی الوداع ہوتی ہے اور ایک عجیب تبدیلی ظہور میں آتی ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۱ تا ۲۳)

جامعہ احمدیہ کے اساتذہ کرام و طلبہ کیلئے

۱۔ موسم گرما کی تعطیلات کے بعد جامعہ ۹ تبوک (ستمبر) کی بجائے ۱۲ تبوک (ستمبر) کو انشاء اللہ العزیز کھلے گا۔ صبح ۵۰-۶ پر اسمبلی ہوگی اور ۷ بجے کلاسیں شروع ہو جائیں گی اس روز سب طلبہ کی حاضری ضروری ہے۔

۲۔ ۹-۱۰-۱۱ تبوک (ستمبر) کو نئے طلبہ کے داخلے ہوں گے اس لئے اساتذہ کرام ۹ تبوک (ستمبر) کو صبح ½۱۰ بجے انٹرویو ضروری مشورہ کیلئے جامعہ میں تشریف لے آویں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

۳۔ حسب اعلان سابق ۹-۱۰-۱۱ تبوک (ستمبر) کو کمپارٹمنٹ کے امتحانات ہوں گے۔ جن طلباء کی کسی مضمون میں کمپارٹمنٹ آئی ہے وہ ۸ تبوک کی شام تک ربوہ پہنچ جائیں۔ تاکید ہے۔

(عمید جامعہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح ناصریؑ کے ابن اللہ ہونے کا عقیدہ

ایک افسانہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا

برطانیہ کے سات چوٹی کے مسیحی علماء کا اعتراف

مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری سابق مبلغ۔ مغربی جرمنی

موجودہ عیسائیت کے عقائد میں سے وہ عقیدہ جو ان کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور جس کے گرد باقی جملہ عقائد کا تانا بانا بنا ہوا ہے وہ "ابنیت مسیح" کا عقیدہ ہے جس سے مراد یہ ہے کہ خدا نے تجسم اختیار کیا اور وہ خدا کے بیٹے کی شکل میں مریم کے بطن سے ظاہر ہوا۔

اسی اعتبار سے مسیح بیک وقت خدا بھی ہے اور انسان بھی۔ ان کے نزدیک خدا تین اشخاص سے عبارت ہے۔ خدا باپ، خدا بیٹا اور روح القدس۔ ان کو اقنوم ثلاثہ بھی کہتے ہیں اور یہ تینوں مل کر اس وجود کی تکمیل کرتے ہیں جسے خدا کہا جاتا ہے۔ اس ترکیب کا دوسرا نام تثلیث ہے اور چونکہ مسیح ابن اللہ ہونے کے اعتبار سے گناہ سے پاک ٹھہرا اس لئے خدا نے اسے صلیب پر وفات دے کر (یا مسیح نے صلیبی موت قبول کر کے) دنیا کے گناہوں کی معافی اور نجات کا سامان پیدا کیا۔

عیسائیت کے یہ عقائد گزشتہ صدیوں سے چرچ کی مذہبی و تمدنی زندگی کی بنیاد بنے رہے ہیں اور اگرچہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ظہور کے چھ سو سال بعد ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام یعنی قرآن کریم کے ذریعہ ان عقائد کی تردید فرما دی اور مسیح کا صحیح مقام و مرتبہ بیان فرمایا۔ جس کے مطابق آپ ایک انسان تھے اور بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ مسیحیت کے پیرو اپنے ان عقائد پر قائم رہے اور ان کا پرچار کرتے رہے مگر گزشتہ صدی کے خاتمے پر بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی روحانی آنکھ نے دیکھ لیا کہ اب ان عقائد کی میعاد پوری ہو چکی ہے۔ اور توحید کے غلبے کا وقت آن پہنچا ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

"کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
ہو رہے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار"

اس آواز کے ساتھ ہی دنیا میں ایسے اسباب پیدا ہونے لگے جن سے اس قول کی صداقت ظاہر ہو گئی چنانچہ جہاں تک مسیح کی صلیبی موت کا تعلق ہے ایسے ایسے تاریخی و علمی شواہد ظہور پذیر ہوئے جن سے مسیح کے حادثۂ صلیب سے بچ نکلنے کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ خود کفن مسیح کی دریافت اور گزشتہ ربع صدی میں اس پر سائنٹیفک تحقیق نے بھی صلیبی عقیدہ کی اس غلطی کو ثابت کر دیا۔

اسی طرح "ابنیت مسیح" اور تثلیث کا عقیدہ جو اب تک عیسائیت کے ایک بنیادی ستون کے طور پر چلا آ رہا تھا، عالم عیسائیت کے علمی حلقوں میں نظر استنکار دیکھا جانے لگا۔

چنانچہ حال ہی میں برطانیہ کے سات چوٹی کے مسیحی علماء نے اس عقیدہ کی عقلی اور نقلی نیز تاریخی حیثیت کا مطالعہ کرنے کے بعد اس امر کا کھلا اعتراف کیا ہے کہ خدا کے تجسم اختیار کرنے اور حضرت مسیح کو خدا کے ثلاثی وجود کا حصہ شمار کرنے کا عقیدہ انتہائی لغو اور بعید از عقل اور بے بنیاد ہے۔ عہد نامہ قدیم اور جدید سے اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ خدا کی ہستی کوئی مرکب ہستی ہے۔ یہ کہ خدا واقعہ میں تجسم اختیار کر کے اپنی مخلوق کے ہاتھوں کھایا جاتا ہے۔ نیز مسیح کے اپنے بیانات سے ان کے خدا کی خدائی میں شریک ہونے یا ان معنوں میں خدا کا بیٹا ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملتی جن معنوں میں موجودہ عیسائیت انہیں پیش کرتی ہے۔

ان علماء کی تحقیق اور آراء کا خلاصہ پچھلے سال "THE MYTH OF GOD IN CARNATE" کے نام سے لندن میں شائع ہوا ہے۔ رکھ میں چھپنے کے بعد یہ کتاب اس کا تعارف ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ میڈیا پر ہوا۔ عیسائی حلقوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے سات مصنفین کو "مسیح کے سات دشمن" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ تاہم اس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ پہلا ایڈیشن اسی کی اشاعت کے ساتھ ہی فروخت ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرا اور تیسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ اب تک مجموعی طور پر اس کی بیس ہزار کاپیاں شائع ہو چکی ہیں۔

اس کتاب کے مصنفین کی شخصیات کا اندازہ لگانے کے لئے یہ بتانا کافی ہوگا کہ ڈین کیوپٹ (DEAN CUPITT) کیمبرج یونیورسٹی میں شعبہ الٰہیات کا پروفیسر اور میکائیل گولڈر MICHAEL GOULDER برمنگھم یونیورسٹی کے شعبہ موازنہ مذاہب میں مذہبیات کا شاگرد لیکچرر ہے۔ اسی طرح جان ہک JOHN HICK جس کا نام ایچ جی وڈ H.G. WOOD ہے اور جس کے نام سے یہ کتاب شائع ہوئی ہے بھی برمنگھم یونیورسٹی میں دینیات کا پروفیسر ہے۔ لیسلی ہولڈن LESLIE HOULDEN رین کالج کا پرنسپل۔ ڈینس نائن ہام DENNIS NINE HAM آکسفورڈ میں کیبلے کالج کا وائس ماربیسے وائکز MARGE WI-KES آکسفورڈ یونیورسٹی میں الٰہیات کا پروفیسر اور فرانسس ینگ FRANCES YOUNG برمنگھم یونیورسٹی میں مطالعہ عہد نامہ جدید کا لیکچرر ہے۔

ان فاضل مصنفین نے ابنیت مسیح کے عقیدہ پر تاریخی کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ مسیح کو خدا کا حقیقی بیٹا ماننے اور خدا کے تجسم میں حلول کرنے کے یہ معنی ہیں کہ خدا شناسی اور اس سے قربت یابی صرف اور صرف مسیح کے ذریعہ ممکن ہے جس سے دوسرے معنوں میں یہ مراد ہے کہ مسیحی دین کے سوا اور کہیں نجات نہیں مل سکتی۔ یہ مفروضہ حقیقت سے بعید ہے اتنا ضرور سوال بھی ہے جب تک عیسائی دنیا کا معتد بہ حصہ اپنی تہذیب کے دائرہ میں محدود اور بیرونی دنیا سے اس کا تعلق بہت کم تھا۔ اس کی مضرت اتنی نمایاں اور واضح نہ تھی مگر جب سے عیسائی اقوام اسلامی دنیا کے ساتھ نبرد آزما ہونے لگی ہیں اور یورپی استعماری طاقتوں نے اپنے توسیع پسندانہ رجحانات کو نوآبادیات کی شکل میں عملی جامہ پہنانا شروع کیا ہے انجیلی اصطلاحات کی ایسی بوریدہ حقیقت تشریحات نے دوسرے مذاہب کے ساتھ تعلقات کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ دوسرے مذاہب کے پیرو یہ ماننے سے قاصر ہیں کہ پیار کرنے والے خدا نے نسل انسانی کے ایک کثیر حصہ کو نجات سے محروم رکھا ہو اور (دنیا کی دیگر آبادی کے مقابلہ میں) ایک قلیل سے عیسائی فرقہ کے لئے اپنی جنت کے تمام دروازے کھول دیئے ہوں۔

ان انجیلی اصطلاحات کے بارے میں جن پر مدار کر کے چرچ نے اپنے عقائد کی عمارت کھڑی کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ ان میں سے کوئی اصطلاح ایسی نہیں جو مسیح نے آکر رائج کی ہو اور جو مسیح کے مقام کے ساتھ مخصوص ہو بلکہ جتنی اصطلاحیں مسیح نے اپنے بارے میں استعمال کیں یا آپ کے حواریوں نے آپ کے مقام اور مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لئے آپ سے منسوب کیں وہ سب کی سب بائبل میں موجود اور ایک شخص مفہوم کے مترادف مستعمل تھیں مثلاً لفظ "ابن اللہ" کا اطلاق ہر راستباز اور نیک شخص پر ہوتا چلا آیا ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل نے باوجود اپنے مقام کی عظمت کے اظہار کے لئے اپنے خدا کو باپ کے الفاظ استعمال کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ غرضیکہ اگر باپ کہہ کر پکارنا بھی مسیح سے پہلے رائج تھا۔

مزید مصنفین کے نزدیک کوئی [illegible] جو حضرت مسیح کے [illegible] ان کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھی جاتی تو کوئی [illegible] کہ اگر مسیح نے اپنے بیٹا یا [illegible] کو باپ کہہ کر [illegible] اس سے ان کے [illegible] ہونے یا خدا کے ساتھ [illegible] کی دلیل [illegible] اگر یہ کہا جائے کہ آپ خدا کے ذاتی بیٹے تھے جیسے انگریزی ناول میں آپ کو [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہا گیا۔ Son کا لفظ بڑے "S" کے ساتھ لکھا جاتا ہے تو اس سے آپ کے مرتبہ کی بلندی اور آپ کے کام کی عظمت تو ضرور ظاہر ہوتی ہے مگر آپ کا فوق البشر ہونے کی دلیل نہیں نکلتی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"It is possible that we should draw a distinction between ideas about the "SON of GOD" and sons of God, but if so, the distinction is not one of nature but one of function".
(P. 105)

علاوہ ازیں مسیح نے اپنے لئے "ابن اللہ" کا لفظ کبھی استعمال نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو "ابن آدم" ہی کہہ کر پکارتے تھے۔ یہ حواری ہی تھے جو آپ کے ساتھ اپنے تعلق یا مسیح کے بلند مرتبہ اور عالی مقام کے اظہار کے لئے آپ کے متعلق "خدا کا بیٹا" کے الفاظ استعمال کرتے تھے اور کوئی وجہ نہیں کہ ان کے اس اعتقادی تعلق کو مروجہ معانی سے ہٹا کر ایسے معانی دیئے جائیں جو خود ان کے ذہنوں میں موجود نہ تھے۔

پھر مصنفین ان عقائد کے پیدا ہونے کی امکانی وجوہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خدا کے انسانی جسم میں حلول کر جانے کا تصور بڑے لمبے عرصہ سے اس تہذیب کا حصہ چلا آ رہا ہے جس میں مسیح نے جنم لیا۔ ایسے ماحول میں مسیح کی الوہیت یا ان میں بعض خدائی صفات کے وجود کا تصور پیدا ہو جانا عین ممکن تھا بالخصوص اس صورت میں کہ مسیح کو بائیبل کی پیشگوئیوں کا مصداق مانا گیا اور خود ان کا دعویٰ بھی یہی تھا بلکہ ان کا یہ دعویٰ اور وہ یعنی اسرائیل کے بادشاہ بن کر آئے ہیں اور بادشاہوں کے متعلق بائیبل میں اسی قسم کے الفاظ موجود ہیں کہ "تیرا بیٹا ہے۔ آج میں نے تجھے جنا ہے"

اس کے بارے میں الوہیت کا تصور پیدا ہو جانا قرین قیاس بن جاتا ہے غالباً اسی اثر کے ماتحت انجیل مرقس کے مصنف نے اپنی انجیل شروع ہی ان الفاظ سے کی ہے:-

"یسوع مسیح جو خدا کا بیٹا ہے"

اور یہ مسیحیت کے ارتقا کے ساتھ جس کا سلسلہ صدیوں تک ممتد ہوتا چلا گیا "خدا کا بیٹا" یا خدا بیٹا کی اصطلاح میں بدل جاتا کچھ مشکل نہ تھا۔ اور چونکہ یہودی روایات میں یہ عقیدہ بطور مثل پہلے سے ہی موجود تھا کہ خون بہائے بغیر گناہوں کی معافی ممکن نہیں۔ مسیح کا صلیبی موت کو مدار نجات سمجھ لیا جانا ایک قدرتی امر تھا۔

اس قسم کی اصطلاحات مسیحیت میں آ کر مختلف معانی کا لبادہ کیسے اوڑھتی چلی گئیں اور اپنے مروجہ اور معلوم استعمال سے ہٹ کر کیونکر ان سے وہ مفہوم قرار دے لیا گیا جو عقل اور فطرت کے تقاضوں کے بالکل خلاف پڑا ہوا ہے۔ مصنفین لکھتے ہیں کہ جہاں تک خدا کے تجسم اختیار کرنے کا تعلق ہے بائیبل کے پرانے عہد نامے میں اس کا کہیں بھی بلاواسطہ ذکر نہیں ملتا البتہ یونانی تہذیب میں اس قسم کے اعتقادات پائے جاتے تھے۔ اب انجیل نویس جن کے نوشتے موجودہ عیسائیت کا بنیادی ماخذ شمار ہوتے ہیں صرف وقائع نگار نہیں تھے بلکہ مفسر بھی تھے وہ اپنے مخصوص حالات اور گرد و پیش سے بھی متاثر تھے انہوں نے اپنے اپنے ذوق۔ جوش ایمان اور مبلغ علم کے مطابق مسیح کی جو تصویر کھینچی اور اس پر رنگ آرائی کی اس نے ماحول کا بھی اثر لیا۔ ان کا ساختہ پرداختہ اگلی نسلوں کے لئے سند بنتا چلا گیا۔ اگلی نسلوں نے اس پر بنیاد رکھ کر اپنے اس وقت کے حالات کے تقاضوں کے ماتحت جو تفسیریں اور تعبیریں کیں وہ اس سے اگلی نسل کے لئے حجت بنتی چلی گئیں۔ درمیان میں کسی وقت ایسا ضرور ہوا کہ مسیح کی ذات کی تعیین کے بارے میں بعض حلقوں کی طرف سے آواز اٹھی مثلاً ساتویں صدی عیسوی میں ایک ایسی بحث چلی جس کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ آیا مسیح کی دو جنسیں تھیں یا صرف ایک ہی یعنی خدائی جنس۔ اس قسم کے مباحثات میں باوجود اس کے کہ یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ مسیح کے قویٰ اور صفات ایک عام انسان سے زیادہ نہیں تھے تاہم یہ عقیدہ کہ خدا نے ان کے جسم میں حلول کیا۔ راسخ ہوتا چلا گیا اور روایات کے ایک لمبے سلسلہ کے نتیجہ میں مسیحی کے حل و دماغ پر مسیح کے بارہ میں کچھ اس قسم کا تصور بیٹھ گیا کہ:

"یسوع مسیح میں مجھے خدا کے مشابہ کوئی بات ضرور نظر آتی ہے۔"

چرچ نے اس کی جو بھی تعبیر کی وہ کسی زمانہ میں بھی اور تاریخ انسانی کے کسی دور میں بھی عقل کے تقاضوں پر پوری نہ اتر سکی۔

اس کے نتیجہ میں چرچ کو "الوہیت مسیح" اور تثلیث کا عقیدہ ایک معقولی صداقت کے طور پر نہیں بلکہ ایک Mystery یعنی "فوق الادراک الجھن" کے طور پر قبول کرنا پڑا اور اب تک وہ ایسا ہی سمجھا جاتا ہے اس کا ایک لازمی اور فطرتی نتیجہ یہ نکلا کہ ایک "موہوم مسیح" کا خیال ذہنوں میں جڑ پکڑتا گیا یعنی ایک ایسا مسیح جس کا ذکر ایک مقدس افسانہ کے طور پر تو کیا جاتا ہو مگر جس نے کبھی حقیقت کا لبادہ نہیں اوڑھا۔ چنانچہ مصنفین میں سے ایک میکائل گولڈ نے لطیفہ کے طور پر ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ چند سال قبل ایک فلسفی جو مسیحی علماء کو چھیڑنے میں ہمیشہ لذت محسوس کرتا تھا۔ نے مجھے کہا کہ آپ نے سنا ہے کہ ایک دن ایک کارڈینل نے پوپ کو بتایا کہ فلاں آدمی کہتا ہے کہ مسیح کی ہڈیاں فلسطین میں ایک قبر سے مل گئی ہیں اور اس خبر میں شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ خود آثار قدیمہ کے کیتھولک عیسائی ماہرین نے اس کی تصدیق کی ہے پوپ یہ خبر سن کر بہت پریشان ہوا۔ اور پوچھنے لگا۔ کہ اب کیا کیا جائے کارڈینل نے کہا۔ ایک صورت ہے کہ امریکہ میں ایک پروٹسٹنٹ عالم مسٹر ٹلیچ (TILLICH) ہیں آپ اسے فون کر کے دیکھیں وہ اس بارے میں کیا کہتا ہے؟

پوپ نے اسی وقت فون کر کے مسٹر ٹلیچ سے اس صورت حال کے بارے میں پوچھا۔ مسٹر ٹلیچ کافی دیر تک خاموش رہے پھر بولے:-

"You mean to say he really existed"?

یعنی کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ مسیح فی الواقعہ کوئی مادی وجود تھا؟

تثلیث اور الوہیت مسیح جیسی بالائے فہم الجھنوں پر تبصرہ کرتے ہوئے مصنفین اس امر پر مصر ہیں کہ موجودہ زمانہ کے روشن دماغ انسان کو قائل کرنے کے لئے اس قسم کی اصطلاحوں کی قابل قبول تاویلات کی جائیں۔ محض یہ کہہ دینا کہ ناصرہ میں پیدا ہونے والا مسیح ایک وقت انسان بھی تھا اور خدا بھی ایسا ہے جیسے یہ کہہ دیا جائے کہ یہ دائرہ جو کاغذ کے اوپر پنسل سے بنا ہوا ہے مربع بھی ہے۔

مصنفین کے انداز سے کے مطابق عیسائیت کے ظہور کے ایک ہزار سال تک تو مسیح کے متعلق اس قسم کی غیر منطقی عبارات مسیح کے ساتھ محبت اور عقیدت کا آئینہ دار اور اس کے ماخوق البشر ہونے کا حتمی ثبوت سمجھی جاتی رہیں۔ اس کے بعد اختلافات رونما ہونے شروع ہو گئے۔ مگر مقدس چرچ کے مسلمات کے خلاف سر اٹھانے والی آواز کو چرچ کی تقدیس کے نام پر دبایا جاتا رہا۔ چرچ کی یہ کوشش اس وقت تک کامیاب رہی جب تک اس نے ترقی پذیر انسانی علم کے ساتھ راہ راست ٹکر نہ لی مگر سترھویں صدی کے بعد سے چرچ کے مسلمات اور علوم متعارفہ مثلاً علم فلکیات علم طبیعات اور علم حیاتیات کے درمیان ایک تصادم کی صورت پیدا ہو گئی جس کے جواب میں چرچ نے ان علوم کو غیر خدائی قرار دے کر ان کا انکار کرنا شروع کر دیا جس سے خود چرچ کو ہی نقصان پہنچا مگر اس نقصان کا احساس نمایاں طور پر اس وقت ہوا جب مغربی اقوام کا سیاسی تفوق اور ان کے بل بوتے پر مسیحی یلغار کا زور کم ہو گیا۔ دوسری طرف خود مسیحی اقوام کو دیگر عالمگیر مذاہب اور اقوام عالم کے ساتھ تعلقات بڑھانے کی ضرورت پیش آئی۔

لہٰذا مصنفین کے نزدیک ازبس ضروری ہے کہ عیسائیت کا بیرونی دنیا کے لئے واحد تحفہ یعنی یسوع مسیح کی ذات کا دوسرے مذاہب کے مسلمات کے آئینہ میں مقام تعین کرنے کی کوشش کی جائے۔ یعنی اسے ایسے طور پر پیش کیا جائے کہ دیگر مذاہب عالم جو اپنی اپنی روایات کا ایک لمبا سلسلہ پیچھے ساتھ لئے ہوئے ہیں اپنے اندر اسے لینے کی کوئی گنجائش نکال سکیں۔ نہ یہ کہ اسے ایسی منفرد حیثیت دی جائے کہ جس کی بنا پر ان کے خدا کے متعلق تصور کی کلینہ بیخ کنی ہوتی ہو۔ کیونکہ مذہب ان کے نزدیک کسی ایک قوم یا مجموعہ افراد کا ورثہ نہیں بلکہ انسان کی اجتماعی زندگی کی ایسی پیچیدہ دھاریں ہیں جو کہیں نہ کہیں آپس میں ملتی نظر آتی ہیں۔ جہاں تک یسوع مسیح کی ذات کا تعلق ہے مغربی فلسفہ مذاہب کو اس کی شخصیت و حیثیت کی تعیین ایسے رنگ میں کرنے کا کوئی حق نہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ بنی نوع انسان کے ساتھ مسیح کے سوا کوئی اور کلام نہیں کر سکتا کیونکہ مسیح نہ تو اس ادارے کی بلا شرکت غیرے ملکیت ہے جسے چرچ کہا جاتا ہے اور نہ اس کی ذات کو چند زمانی حدود میں مقید کیا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ عالمی اخبارات میں اس کتاب پر شائع ہونے والے تبصروں سے معلوم ہوتا ہے اس تصنیف نے چرچ کی کمزوری کر دی ہے چنانچہ "اوٹاوہ سٹیزن" (OTTAWA CITIZEN) ایک کینیڈین اخبار نے (باقی صفحہ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:-
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل نمبر ۲۳۷۳۱

مَیں رشیدہ بیگم زوجہ رانا محمد حسین صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۷۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند ۵۰۰/- روپے
۲۔ زیور طلائی ۱½ تولہ قیمت ۹۰۰/- روپے
۳۔ ایک عدد سیونگ مشین جس کی موجودہ قیمت ۵۰۰/- روپے۔

مَیں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ ہے مَیں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہونگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاحقر۔ رشیدہ بیگم زوجہ رانا محمد حسین صاحب سانگلہ ہل وارڈ ۱۱ مکان نمبر ۱۲۵۱۵

گواہ شد۔ رانا محمد حسین خاوند موصیہ۔ سانگلہ ہل۔ شیخوپورہ۔

گواہ شد۔ صوفی سمیع اللہ ولد میاں گلاب دین صاحب گوندل سیکرٹری مال سانگلہ ہل۔

مسل نمبر ۲۳۷۳۲

مَیں عائشہ بی بی بیوہ میاں فیض اللہ صاحب مرحوم قوم راول پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال ساکن سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۲/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

حق مہر وصول شدہ ۳۲/۵۰ روپے

مَیں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاحقر۔ امۃ المجید بیگم زوجہ چوہدری مقبول احمد صاحب ۵/۶ صوفی غلام محمد صاحب

پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ از بچگان ہے مَیں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاحقر۔ عائشہ بی بی بیوہ میاں فیض اللہ صاحب مرحوم ۵/۶ چوہدری ناصر احمد صاحب ایڈووکیٹ سانگلہ ہل۔

گواہ شد۔ چوہدری فقیر اللہ امیر جماعت احمدیہ سانگلہ ہل۔

گواہ شد۔ صوفی سمیع اللہ گوندل سیکرٹری مال سانگلہ ہل۔

مسل نمبر ۲۳۷۳۳

مَیں امۃ المجید بیگم زوجہ چوہدری مقبول احمد صاحب قوم جٹ بھٹہ پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۲/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند ۲۰۰۰/- روپے
۲۔ پارطلائی ۲ عدد۔ کانٹے ایک جوڑی۔ بالیاں ایک جوڑی۔ کڑے ایک جوڑی۔ انگوٹھیاں دو عدد۔ ٹکہ ایک عدد۔ کل وزن اندازاً دس تولہ۔ قیمت ۱۵۷۵/- روپے۔

مَیں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاحقر۔ امۃ المجید بیگم زوجہ چوہدری مقبول احمد صاحب ۵/۶ صوفی غلام محمد صاحب ناظر بیت المال خرچ ربوہ۔

گواہ شد۔ مبارک مصلح الدین احمد وصیت ۱۵۱۰۳ وکیل المال ثانی تحریک جدید ربوہ۔

گواہ شد۔ غلام محمد موصی ۲۹۱۳ ناظر بیت المال خرچ ربوہ۔

مسل نمبر ۲۳۷۳۴

مَیں چراغ بی بی زوجہ دین محمد صاحب قوم بھٹہ پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۴۳ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۲/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

حق مہر بذمہ خاوند ۱۰۰۰/- روپے

مَیں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاحقر۔ چراغ بی بی زوجہ دین محمد صاحب دارالصدر شمالی ربوہ۔

گواہ شد۔ دین محمد ولد علی محمد صاحب (خاوند موصیہ) دارالصدر شمالی ربوہ

گواہ شد۔ بلال احمد ولد فتح محمد صاحب دارالصدر شمالی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۳۷۳۵

مَیں محمودہ بیگم زوجہ ہاشمی عبدالمجید صاحب قوم ہاشمی پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن نوکھر ضلع گوجرانوالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۲/۷۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

حق مہر بذمہ خاوند ۲۰۰۰/- روپے

مَیں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاحقر۔ محمودہ بیگم زوجہ عبدالمجید ہاشمی صاحب نوکھر ضلع گوجرانوالہ۔

گواہ شد۔ غلام احمد سیکرٹری مال حلقہ باغ ضلع گوجرانوالہ۔

درخواست دعا

خاکسار اپنی دائیں ٹانگ کی تکلیف (Multiple Myeloma) کے باعث ۲۵/۷/۷۸ سے پھر ریڈیم وارڈ میو ہسپتال لاہور میں داخل ہے۔ بائیں ٹانگ کمزوری کی وجہ سے بوجھ اٹھانے سے معذور ہے۔ ایکسرے بھی مختلف ہو رہی سیدھی ہی رہتی ہے۔ بجلی اور خاص ٹیکوں کے ذریعہ علاج ہو رہا ہے۔ خاکسار کی بیماری ایک بہت بڑا امتحان بن گئی ہے۔ بقا عنائے بشریت پریشانی بڑھ رہی ہے۔ قارئین کرام سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ خاکسار ناچیز کے حال پر رحم فرمائے اور مکمل صحت عطا فرما کر معذوری و محتاجی کی زندگی سے بچائے۔ نیز اللہ تعالیٰ سب بیماروں کو کامل شفا مرحمت فرمائے۔ آمین۔

(خاکسار محتاج دعا۔ ڈاکٹر عبدالکریم خان شاہد (کاٹھگڑھی) عفی عنہ بیڈ نمبر ۲ مردانہ وارڈ ریڈیم وارڈ میو ہسپتال لاہور۔ ۲۵-۷-۷۸)

مسیحی علماء کا اعتراف

(بقیہ صفحہ ۴)

اپنی ۹ جولائی ۱۹۷۷ء کی اشاعت میں لکھا ہے مسیح کا "خدا" یا "خدا کا بیٹا" ہونے کا تصور اب خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ مسیح کو ایک بہت بڑا انسان اور خدا کا فرستادہ تو تسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن مافوق البشر طاقتوں والا انسان تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

یہ بعینہٖ مسیح کی وہ تصویر ہے جو قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال قبل پیش کی تھی اور جسے چرچ آج تک بنظر تحقیر دیکھتا رہا۔ مگر اب جبکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا وقت آگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کے مطابق کاسر صلیب کا ظہور ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا چلا دی ہے کہ خود عیسائی حلقوں میں ان کے نظریات کے خلاف آواز اٹھنی شروع ہو گئی ہے۔ وہ وقت دور نہیں کہ اس نہایت جلال اور عزت والے پاک نبی کی بشارات کے مطابق اہل مغرب اپنے تمام عقائد باطلہ کو ترک کر کے اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے اور چشمہ توحید پر نثار ہونے لگ جائیں گے۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ و آلِ محمدٍ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رپورٹ فضلِ عمر درس القرآن کلاس (طالبات)

منعقدہ ۱۰ تا ۲۴ جولائی ۱۹۷۸ء

فضلِ عمر درس القرآن کلاس ۱۹۷۸ء ۱۰ جولائی کو شروع ہو کر ۲۴ جولائی ۱۹۷۸ء تک جاری رہی۔ اس کلاس کے حصہ طالبات کی منتظمہ اعلیٰ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ تھیں۔ عمومی نگرانی محترمہ اسماء طاہرہ صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ مرکزیہ کرتی رہیں۔

امسال طالبات کی رہائش کا انتظام مہمان خانہ مستورات میں کیا گیا جہاں محترمہ نعیمہ حمید صاحبہ اور وسیمہ صاحبہ نے بطور نگران کام کیا۔

بیرون از ربوہ ۳۶۳ طالبات اور ربوہ کی ۴۵۹ طالبات نے شرکت کی اور اس طرح کل تعداد ۸۲۲ رہی۔ ۶۴۷ طالبات امتحان میں شامل ہوئیں۔ ۴۹ طالبات نے معیار اوّل، ۳۶۲ نے معیار دوم اور ۲۴۶ نے معیار سوم کا امتحان دیا۔ یہ تعداد گزشتہ تمام سالوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔ الحمد للہ

یہ کلاس روزانہ مسجد مبارک میں ہوتی رہی جہاں برعایت پردہ طالبات بھی درس اور تقاریر سنتی رہیں۔ مسجد میں طالبات کی نگرانی اور ان میں لٹریچر تقسیم کرنے کی ذمہ داری عاجزہ کے سپرد تھی۔ ان دونوں کاموں میں محترمہ امۃ الکافی صاحبہ سیکرٹری شعبہ صحت جسمانی لجنہ مرکزیہ نے میری مدد کی۔ روزانہ حاضری لگانے اور طالبات کے کوائف مکمل کرنے کا کام محترمہ امۃ الرشید سیال صاحبہ نے کیا۔ مسجد میں پانی پلانے اور نظم و ضبط قائم رکھنے میں محترمہ امۃ الرشید بھٹی صاحبہ سیکرٹری خدمتِ خلق دارالفضل شرقی، محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ، محترمہ معراج بی بی صاحبہ نے تعاون کیا۔ قیام گاہ میں طعام کا انتظام محترمہ امۃ اللطیف سیال صاحبہ اور محترمہ سلیمہ باجوہ صاحبہ کے سپرد رہا۔

طالبات کے لئے گروپ بنا کر شام کو ان کی تعلیمی مشکلات دور کرنے کا کام مندرجہ ذیل کے سپرد تھا جو مہمان خانہ میں بچیوں سے مل کر ان کے مسائل کا جائزہ لے کر ان کی مدد کرتی رہیں:۔

۱۔ محترمہ ثریا جبین صاحبہ ایم۔اے
۲۔ محترمہ امۃ الرفیق صدیقی صاحبہ ایم۔اے
۳۔ " ریحانہ شاہین صاحبہ ایم۔اے
۴۔ " امۃ الکریم نصرت صاحبہ ایم۔اے
۵۔ " نصیرہ صادقہ صاحبہ ایم۔اے
۶۔ " عطیہ بشریٰ صاحبہ ایم۔اے
۷۔ " امۃ الشافی صاحبہ ایم۔اے
۸۔ عاجزہ صفیہ عزیز ایم۔اے

دورانِ تدریس ہر طالبہ کو تقریروں کے نوٹس لکھنے کے لئے ایک کاپی دی گئی۔ زکیہ حمید دارالرحمت غربی الف کو ان کی نوٹس کی کاپی کو بہترین قرار دیتے ہوئے انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔

مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر نے ۱۶ جولائی کو مہمان خانہ مستورات میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سفرِ یورپ اور مغربی افریقہ کے دورہ جات پر مشتمل سلائیڈز دکھائیں۔

کلاس کے اختتام پر مسجد مبارک میں ۲۴ جولائی کو دعائیہ تقریب منعقد ہوئی جس میں مکرم مولوی نور الحق صاحب انور نے رپورٹ پڑھ کر سنائی جس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی نے دعا کرائی۔ حضرت سیدہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے کلاس میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اپنے دستِ شفقت سے انعامات تقسیم فرمائے۔

(صفیہ عزیز منتظمہ فضلِ عمر درس القرآن کلاس (طالبات)

لازمی چندہ جات کی ادائیگی ماہ بماہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں
(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

فدیۃ الصیام اور نظارت خدمتِ درویشاں

(مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر خدمتِ درویشاں)

امسال رمضان کا بابرکت مہینہ ۶ اگست ۱۹۷۸ء سے شروع ہونے والا ہے خوش نصیب ہیں وہ اصحاب جنہیں ان کی زندگی میں ایک مرتبہ پھر حکمِ ربانی کے تحت روزے رکھنے، قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرنے، دیگر عبادات اور ذکرِ الٰہی کرنے کی سعادت نصیب ہو گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں احکامِ الٰہیہ پر پورے طور پر عمل پیرا ہونے اور اس مبارک ماہ کی برکات اور فیوض سے وافر حصہ پانے کی توفیق بخشے۔

رمضان المبارک کے روزے رکھنے ہر عاقل بالغ صحت مند مرد و زن پر فرض ہیں اور ان کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد و زن بوجہ بیماری یا مسافرت سالم ماہ یا اس کا کوئی حصہ روزہ نہ رکھ سکیں انہیں ارشادِ خداوندی کے تحت لازم ہے کہ صحتیاب ہونے پر یا سفر ختم ہونے پر ان دنوں کی گنتی دوسرے ایام میں پوری کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں فراخیٔ رزق سے بھی نوازا ہوا ہے تو ان ایام میں بطور فدیہ رمضان ایک مسکین کو کھانا بھی کھلاتے رہیں۔

اسی طرح ایسے اصحاب جو روزہ رکھیں اور حسبِ استطاعت فدیۃ الصیام بھی ادا کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور مزید اجر کے مستحق ہوں گے اور اس نیک عمل میں جو کمی کسی پہلو سے رہ گئی ہو تو اس زائد نیکی کے صدقے اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دے۔

ایسے بھائی اور بہنیں جو فدیۂ رمضان ایک ماہ کے معروف کھانے کے برابر صورت نقدی نظارت خدمتِ درویشاں کی وساطت سے مساکین کو دینا چاہیں وہ یہ رقم ناظر خدمتِ درویشاں کے نام بھجوا کر ممنون فرمائیں تاکہ نظارت اپنے نظام کے تحت یہ رقم بروقت مستحقین میں تقسیم کر سکے۔

درخواستِ دعا

خاکسار کی دادی محترمہ دولت بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم سید امیر احمد شاہ صاحب مرحوم چنی گوٹھ ضلع بہاولپور میں عرصہ سے مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار ہیں۔ کبھی افاقہ ہو جاتا ہے اور کبھی دوبارہ تکلیف عود کر آتی ہے جس کی وجہ سے کمزوری بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ احباب جماعت اور بزرگانِ سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے شفاء کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین

(سید شمشاد احمد ناصر مبلغ گھانا)

مطالعہ کتب

ماہِ اگست میں خدام کے مطالعہ کے لئے کتاب "برکات الدعا" مقرر ہے خدام مرکز سے کتاب منگوا کر مطالعہ کریں۔ (مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ضرورت ہے

ایک عدد خانساماں۔ درمیانی عمر، ایماندار اور نیک ہو۔ فوری ضرورت ہے۔ رہائش کا بندوبست ہو گا۔

ودود میڈیکل سروس
بلاک ۱۲۔ سرگودھا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت۔ ہر قسم بلڈنگ اعلیٰ ترین ڈیزائنوں کے مطابق تعمیر کروانے کا واحد ادارہ
ندیم کنسٹرکٹرز اینڈ پراپرٹی ڈیلرز
ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ
فون ۵۲۱ رہائش ۴۳۱